لا تشریق ولا جمعۃ الا فی مصرٍ جامع

اوثق العریٰ

فی تحقیق

الجمعۃ فی القریٰ

التماس

بعد حمد و صلوٰۃ واضح ہو کہ جمعہ کی بابتہ اکثر غیر مقلدین نے عوام مسلمانوں میں بلکہ خواص کے دل میں طرح طرح کے شبہ ڈالکر چند روز سے اسپر زور دے رکھا تھا کہ شہروں کے علاوہ ذرا ذرا سے گاؤں میں بھی اقامت جمعہ ضروری ہے اور کم علم حنفی مسلمانوں کو جو قدیم الایام سے سیدھے سادے احکام پر عمل کرتے چلے آتے ہیں اپنے جدید اجتہاد کا مقلد بنا کر باہم تفرقہ اندازی کی بناڈالدی تھی۔ چنانچہ بعض حضرات کی تحریک سے کسی کسی گاؤں میں جمعہ شروع بھی ہو گیا تھا بدیں لحاظ کہ اس سے دینی دنیوی مفاسد کا اندیشہ تھا حضرت قدوۃ الافاضل عمدۃ الاماثل محدث العصر فقیہ الدہر حضرت مولانا رشید احمد صاحب ادام اللہ ظلال جلالہم وافاض علی العالمین ظلال افضالہم نے اس مسئلہ کو احادیث صحیحہ مرفوعہ و آثار موقوفہ سے مفصل تحقیق فرما کر یہ ثابت کر دیا ہے کہ گاؤں میں جمعہ نہیں ہوتا ہے یہ ایسی تحقیق ہے جس کے ملاحظہ کے بعد جمعہ کی بابتہ کسی قسم کا تردد نہیں رہتا۔ مسلمان اسے ملاحظہ فرما کر حضرت مجیب محقق اور اس ناچیز شائع کنندہ کو ضرور دعائے خیر سے یاد رکھیں۔

فقیر سید اصغر حسین خادم علوم دینیہ دار العلوم مدرسہ اسلامیہ دیوبند

باہتمام منشی محبوب علی (پرنٹر)

نامی پریس میرٹھ میں طبع ہوئی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بعد حمد و صلوٰۃ بندہ مسکین قاضی علیم الدین قصبہ شاملی ضلع مظفرنگر بخدمت جملہ اہل اسلام عرض رساں ہے کہ ان دنوں ایک شخص قصبہ بلوہ میں جو متصل شاملی واقع ہے تشریف لائے اور یہ ظاہر کیا کہ ہر چھوٹے بڑے قریہ میں جمعہ فرض ہے اور اس پر زور دیا کہ قریہ بلوہ میں جمعہ ہونا چاہئے اور اسی مسئلہ کو ثابت بالکتاب والسنت بتایا کہ ہر بستی میں جمعہ فرض ہے بڑی ہو یا چھوٹی اور اسپر ایک فتویٰ غیر مقلدین کی طرف سے پیش کیا جس کا حاصل یہ ہو کہ جمعہ ہر گاؤں میں فرض ہے گو عامہ مسلمین بلوہ نے بوجہ اسکے کہ آبا و اجداد سے کبھی وہاں جمعہ پڑھنا سُنا دیکھا نہ تھا اسکے قبول سے انحراف کیا مگر بعض جدت پسند حضرات نے وہاں جمعہ پڑھنا شروع ہی کر دیا اور اس اختلاف سے باہم جدال و نزاع اور مباحثہ اور مناظرہ تک نوبت پہنچکر آخر یہ قرار پایا کہ جناب مولانا رشید احمد صاحب ادام اللہ ظلال جلالہ کی طرف رجوع کیا جائے اور جو کچھ حضرت مولانا ارشاد فرمائیں فریقین میں سے کوئی اسکی مخالفت نہ کرے کیونکہ حضرت مولانا علم حدیث و فقہ حنفی میں یکتائے روزگار ہیں اس لئے انکا ارشاد فیض بنیاد ہرگز حدیث و فقہ کے خلاف نہوگا اسپر جو کچھ عجیب تحقیق حضرت مولانا ممدوح نے تحریر فرمائی وہ قابل دید ہے اسلامی محبت اور جوش اخوت دینی کے باعث مجھے یہ گوارا نہوا کہ تنہا اس سے بہرہ ور ہوں پس بمقتضائے الدین النصیحۃ للہ ولرسولہ ولائمۃ المسلمین و عامتہم اسکو چھپوا کر محض اللہ کیواسطے شائع کرتا ہوں تاکہ عموماً مسلمانوں اور خصوصاً حنفیوں کو جمعہ اور اسکی فرضیت اور مقام اور وغیرہ کے متعلق صحیح حدیثیں اور مستند اقوال معلوم ہو جائیں اور آیندہ کسی غیر مقلد یا بہکانیوالے کا وسوسہ دل کو تردد میں نہ ڈال سکے۔ واللہ ولی التوفیق

سوال - کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ چھوٹا گاؤں جسمیں جمعہ درست نہیں اسکی کیا تعریف ہے اور بڑا گاؤں جسمیں جمعہ درست ہے وہ کتنے آدمیوں کا ہوتا ہے اور اگر چھوٹے گاؤں میں جمعہ پڑھیں تو پھر ظہر پڑھنا ضرور ہے یا نہیں اور بڑے گاؤں میں بعد جمعہ ظہر پڑھیں یا نہیں۔ بینوا۔ توجروا۔

الجواب - واضح ہو کہ جمعہ پڑھنے کیلئے کسی خاص قسم کی بستی ہونیکی ضرورت نہیں ہے کیونکہ یہ بات شرعی دلیل سے ثابت نہیں ہوتی بلکہ شرعی دلیل سے یہ ثابت ہے کہ جمعہ کا پڑھنا ہر جگہ فرض ہے

خواہ شہر ہو یا گاؤں خواہ بڑا گاؤں ہو یا چھوٹا گاؤں چنانچہ یا ایھا الذین امنوا اذا نودی للصلوٰۃ من یوم الجمعۃ فاسعوا الیٰ ذکر اللہ وذروا البیع یعنی اے ایمان والو جب جمعہ کے دن نماز کے لئے پکار ہو تو تم اللہ کے ذکر کی طرف دوڑو اب ظاہر ہے کہ اس آیت میں جناب باری نے عام طور پر ہر مسلمان کو فرمایا کہ جب جمعہ کے دن کی اذان ہو تو لوگ فوراً حاضر ہوں لہذا اس آیۃ سے صاف معلوم ہوا کہ جمعہ کیلئے کسی خاص قسم کی بستی ہونیکی ضرورت نہیں ہے ہاں البتہ حدیث سے یہ بات ضرور ثابت ہوتی ہے کہ جمعہ کیلئے اسقدر آدمی ہونے چاہئیں کہ جن سے جماعت ہو جائے چنانچہ بیہقی میں ہے عن طارق بن شہاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال الجمعۃ حق واجب علیٰ کل مسلم فی جماعۃ الا اربعۃ عبد مملوک او امرأۃ او صبی او مریض رواہ ابوداود انتہی مختصراً یعنی ہر مسلمان پر فرض ہے کہ جمعہ کی نماز جماعت کے ساتھ پڑھے خلاصہ یہ کہ جمعہ کیلئے اتنے آدمی ہونے چاہئیں کہ جن سے جماعت ہو جائے اور جماعت کیلئے سب سے کم درجہ دو عدد ہیں اور دو شخصوں سے جماعت ہو جاتی ہے چنانچہ نیل الاوطار میں ہے اما الاثنان فبانضمام احدھما الی الآخر یحصل الاجتماع وقد اطلق الشارع علیہما اسم الجماعۃ فقال الاثنان فما فوقہما جماعۃ کما تقدم فی ابواب الجماعۃ خلاصہ یہ ہے کہ دو شخصوں سے جماعت ہو جاتی ہے اب ظاہر ہے کہ آیۃ اور دونوں حدیثوں کے ملانے سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ جمعہ کیلئے کسی خاص قسم کی بستی ہونیکی ضرورت نہیں بلکہ قدر جماعۃ آدمی ہونے چاہئیں جنکا کم سے کم درجہ دو عدد ہے۔ لہذا ان دلیلوں کی موجب اگر کوئی ایسی بستی ہو کہ اسمیں صرف دو ہی مسلمان ہوں تو اسپر بھی جمعہ فرض ہے ہاں البتہ حنفیہ کے نزدیک جمعہ کیلئے مصر یعنی شہر کا ہونا فرض ہے اور اسکے لئے دلیل میں یہ قول بیان کیا گیا ہے لا جمعۃ ولا تشریق ولا فطر ولا اضحیٰ الا فی مصر جامع اور اس قول کو صاحب ہدایہ نے حضرت کا قول قرار دیا ہے۔ مگر صحیح بات ہے کہ یہ حضرت کا قول نہیں ہے بلکہ حضرت علی کا قول ہے چنانچہ فتح القدیر میں ہے قولہ بقول علی لا جمعۃ ولا تشریق الا رفعہ المصنف وانما رواہ ابن ابی شیبۃ موقوفاً علی علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ لا جمعۃ ولا تشریق ولا فطر ولا اضحیٰ الا فی مصر جامع او مدینۃ عظیمۃ وصححہ ابن حزم یعنی مصنف نے اس قول کو مرفوع قرار دیا ہے یعنی حضرت کا قول کہا ہے حالانکہ یہ قول حضرت علی پر موقوف ہے یعنی انہی کا قول ہے خلاصہ یہ ہے کہ حنفیہ کے نزدیک مصر یعنی شہر کا ہونا شرط ہے اسکے بعد خود حنفیہ میں اسبارہ میں اختلاف ہے کہ مصر کسکو کہتے ہیں اور اس بارہ میں علما حنفیہ کے مختلف اقوال موجود ہیں چنانچہ یہ اقوال ہدایہ اور اسکے شرحوں میں موجود ہیں لیکن واضح ہو کہ جمعہ کیلئے مصر کا شرط ہونا خود حنفیہ کے اصول اور قاعدہ کی رو سے حجت نہیں ہے

اسواسطے کہ اسکے خلاف حدیث مرفوع یعنی حضرتؐ کا قول موجود ہی جس سے ثابت ہوتا ہو کہ جمعہ کیلیے مصر ہونا شرط نہیں ہی چنانچہ یہ حدیث اوپر گذر چکی ہے اور حنفیہ کا قاعدہ ہو کہ جو قول صحابی ایسا ہو کہ اسکے خلاف حدیث مرفوع موجود ہو تو وہ حجت نہیں ہی چنانچہ فتح القدیر میں ہے قول الصحابی حجۃ فیجب تقلید لا عندنا اذا لم ینفہ شیئ اخر من السنت یعنی قول صحابی حجۃ ہی۔ لہذا اسکی تقلید ہمارے اوپر واجب ہے مگر اسوقت کہ کوئی حدیث اسکی نفی نکرے۔ اس قاعدے سے معلوم ہوا کہ یہ قول صحابی حجۃ نہوگا کیونکہ اس کے خلاف حدیث مرفوع موجود ہے لہذا یہ جمعہ کیلیئے شہر کا شرط ٹھیرانا باطل ہوگیا اور قابل تسلیم نہیں اور جمعہ کے بعد احتیاطی ظہر پڑھنا ضروری نہیں ہی۔ دو وجہ سے ایک یہ کہ اسکے لئے کوئی شرعی دلیل نہیں ہو دوسرے یہ کہ جو لوگ آج کل جمعہ کے بعد ظہر پڑھنی بتاتے ہیں وہ یہ وجہ کہتے ہیں کہ دیہاتوں میں جمعہ کے فرض ہونیمیں شک ہو اسواسطے احتیاطًا ظہر پڑھ لینی چاہیے لیکن اوپر معلوم ہوچکا کہ قرآن اور حدیث کی روسے دیہاتوں میں جمعہ فرض ہو لہذا اب جمعہ کی فرضیت میں شک نہیں رہا اور جب شک جاتا رہا تو احتیاطی ظہر بھی جاتی رہی۔ اور اس کے پڑھنے کی کوئی وجہ نہیں باقی رہی واللہ اعلم بالصواب ٭ حررہ ابو محمد عبد الحق اعظم گڈہی عفی عنہ

عن ابن عباس اوّل جمعۃ جمعت فی الاسلام بعد جمعۃ جمعت فی مسجد رسول اللہ صلعم فی عبد القیس بجواثی عن البحرین (بخاری و ابو داؤد) وقال جواثی قریۃ من قری البحرین۔ اور امور معلومہ ظاہرہ سے ہو کہ عبد القیس نے بغیر امر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اقامۃ جمعۃ نہیں کیا از انکہ عادت صحابہ کرام سے یہ ہو کہ کوئی فعل بغیر امر شارع کے نہیں کیا کرتے خصوصًا زمان نزول وحی میں اور خصوصًا ابتداء اسلام میں معہذا اگر یہ امر اقامۃ جمعۃ منجملہ ممنوعات شرعیہ سے ہوتا تو البتہ اسکی نہی میں نزول وحی ہوتا اور عدم نزول وحی اقوی اولہ جواز سے ہو چنانچہ حضرت جابر اور ابو سعید نے جواز عزل اس طرح استدلال کیا اور کہا کنا نعزل والقرآن نیزل وہکذا اور شواہد اسکے بہت ہیں والیضًا نماز جمعہ مانند سائر صلوٰۃ کے ہی الا ماورد بالنص بالتخصیص کالخطبۃ وغیرہ اور بالاتفاق جمیع صلوٰۃ سب جگہ بلا فرق قری و مدن کے لازم ہے یہ بھی ویسا ہی ہے اور ایضًا حدیث الجمعۃ واجب علی کل مسلم محتلم عام ہو جمیع امکنہ کہ بلا تخصیص بلاد عظیمہ وغیرہ کے اور حسب قاعدہ اصولیہ عام جب تک کوئی مخصص صحیح موانون اس کی موثوقیت وغیرہ میں نہو عموم پر محمول ہوتا ہے باقی وہ حدیث جسپر فرقہ متعصبہ نازاں و فرحان ہیں عن علی مرفوعًا لا جمعۃ ولا تشریق الا فی مصر جامع امام احمد نے اس حدیث کو رفع میں بہت کلام کی آخیر فیصلہ

کیا کہ صحیح یہ کہ یہ حدیث مرفوع نہیں ہے اور ابن حزم نے فرمایا الصحیح وقفہ نیل الاوطار میں ولا احتجاج
به فيها مشرج فلا ينتهض للاحتجاج پس یہ حدیث موقوف کیونکر معارضہ اُس حدیث مذکورہ بالا
کا کر سکتی ہے بلکہ یہ حدیث متکلم فیہ ہے امام نووی فرماتے ہیں حدیث علی متفق علی ضعفہ علاوہ
اور احادیث اسکے مویدات ہیں بخاری شریف میں ہے قال یونس کتب رزیق بن حکیم الی ابن شہاب وانا معه یومئذ بوادی
القریٰ هل ترى ان اجمع ورزيق عامل على الارض يعملها وفيها جماعة من السودان وغيرهم ورزيق يومئذ على ايلة فكتب ابن شهاب
وانا اسمع يامره ان يجمع الحديث بطوله ابن ابی شیبہ طریق ابی رافع عن ابی ہریرہ عن عمر سے لائے ہیں ان عمر کتب الی اہل
البحرين ان جمعوا حيث ما كنتم قال هذا يشمل القرى والمدن قال وصححه ابن خزيمة امام بیہقی طریق ولید بن مسلم سے لائے ہیں قال
سالت الليث بن سعد (عن التجميع في القرى) فقال كل مدينة او قرية فيها جماعة امروا بالجمعة فان اهل مصر وسواحلها
كانوا يجمعون الجمعة على عهد عمر وعثمان بامرهما وفيهما رجال الصحابة القصه احادیث کثیرہ مابین ضعاف وحسان۔
اس بارہ میں اسفار معتبرہ میں موجود ہیں تو معلوم ہوا کہ جہاں ہو جمعہ پڑھنا ضروری ہے ازانکہ وعید تارک جمعہ سب پر عاید
ہے باقی جمعہ کیلئے جماعت کا ہونا ضروری ہے اور تعیین جماعت میں اقوال مختلفہ وارد ہوئے ہیں چنانچہ صاحب فتح الباری نے
۱۵ اقوال نقل کیے اما وہ تعیین جو خود شارع شریف سے ثابت ہے متیقن و واجب التسلیم ہے فرمایا اثنان فما فوقهما جماعة قال
في النيل لم يثبت دليل على اشتراط عدد مخصوص وقد صحت الجماعة في سائر الصلوة باثنين ولا فرق بينها وبين
الجمعة ولم يات نص رسول الله صلى الله عليه وسلم بان الجمعة تنعقد بكذا او كذا پس حاصل یہ کہ جب دو شخص کسی مکان میں
ملکر جماعت سے جمعہ پڑھ لیں تو وہ ادائی ما وجب علیہما سے بری ہو گئے۔ ہذا ہو الحق۔

سید محمد نذیر حسین	سید محمد عبد السلام غفرلہ	سید محمد ابو الحسن

آیت سے فرض ہونا جمعہ کا عام طور پر ہر جگہ ثابت ہوا شہر ہو یا قریہ پس تخصیص شہر کی نص کے مقابلہ میں
موافق قاعدہ اصول حنفیہ کے احناف کو کرنا چاہیے واذ لیس فلیس اور خلاف قواعد اپنے مذہب کے فتویٰ دینا کالجباری
فی الصحاری باطل ہے بلکہ محض من وساوس الشیطان اور ابوداود میں ہے باب الجمعة في القرى حدثنا عثمان بن ابی شیبہ و
محمد بن عبد الله المخرمي لفظه قالا نا وكيع عن ابراهيم بن طهمان عن ابي جمرة عن ابن عباس رضی اللہ عنہ قال ان
اول جمعة جمعت في الاسلام بعد جمعة جمعت في مسجد رسول الله صلى الله عليه وسلم بالمدينة لجمعة جمعت بجواثى
قرية من قرى البحرين قال عثمان من قرى عبد القيس۔ اور صلوٰۃ جمعہ ادا کرکے پھر ظہر پڑھنا ایک محدث
امر ہے اور وسوسہ شیطانی حدیث میں آیا ہے کل محدث بدعة۔

تلطف حسین

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حامدًا اللہ علی جزائل نعمائہ وشاکرا لہ علی جلائل آلائہ ومصلیًا علی رسولہ محمد افضل انبیائہ ومبلغ انبائہ وعلی سائر الصحب والآل ومن سلک مسالک اقتفائہ۔ اقول وباللہ التوفیق یہ جواب فتویٰ کہ چھوٹے گاؤں میں بھی جمعہ فرض ہے اگرچہ وہاں دو ہی مسلمان ہوں ہرگز صحیح نہیں ہے کیونکہ روایات معتبرہ صحیحہ سے یہ امر ثابت ہے کہ فرضیت نماز جمعہ مکہ معظمہ میں قبل ہجرت کے ہو چکی تھی مگر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مکہ معظمہ میں اقامت جمعہ کی بسبب غلبہ کفار کے قدرت نہ تھی لہٰذا اقامت جمعہ سے عاجز رہے لیکن اہل مدینہ کو آپنے واسطے اقامت جمعہ کے امر فرمایا تھا اور حسب حکم آپ کے مدینہ طیبہ میں جمعہ ہوا اور تا مقدم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہاں جمعہ جاری رہا چنانچہ شوکانی نیل الاوطار میں فرماتے ہیں۔ وذالک ان الجمعۃ فرضت علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم وہو بمکۃ قبل الہجرت کما اخرجہ الطبرانی عن ابن عباس فلم یتمکن من اقامتہا ہنالک من اجل الکفار فلما ہاجر من ہاجر من اصحابہ الی المدینۃ کتب الیہم یامرہم ان یجمعوا فجمعوا انتہی عبارت۔ اور نواب صدیق حسن خاں قنوجی بھوپالی عون الباری میں اور علامہ قسطلانی اور علامہ ابن حجر عسقلانی اپنی اپنی شرح بخاری میں فرماتے ہیں تحت قولہ فہدانا اللہ لہ بان نص لنا علیہ لم یکلہا الی اجتہادنا لاحتمال ان یکون صلی اللہ علیہ وسلم علمہ بالوحی وہو بمکۃ فلم یتمکن من اقامتہا بہا وفیہ حدیث عن ابن عباس عند الدارقطنی ولذالک جمع لہم اول ما قدم المدینۃ کما ذکرہ ابن اسحاق وغیرہ انتہی کلامہم جمیعًا اور نیز سنن ابوداؤد میں ہے عن عبد الرحمن ابن کعب بن مالک وکان قائد ابیہ بعد ما ذہب بصرہ عن ابیہ کعب بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہما انہ کان اذا سمع النداء یوم الجمعۃ ترحم لاسعد بن زرارۃ قال قلت لہ اذا سمعت النداء ترحمت لاسعد بن زرارۃ قال لانہ اول من جمع بنا فی ہزم النبیت من حرۃ بنی بیاضۃ فی نقیع یقال لہ نقیع الخضمات قلت کم کنتم یومئذ قال اربعون رجلاً ورواہ ابن ماجۃ وقال فیہ کان اوّل من صلی بنا صلوۃ الجمعۃ قبل مقدم النبی صلی اللہ علیہ وسلم من مکۃ انتہی اور جب آپ مدینہ طیبہ میں رونق افروز ہوئے میں تو اوّل جمعہ جو آپ کو وہاں ہوا آپنے نماز جمعہ ادا فرمائی اور اس وقت تک آیۃ جمعہ ہرگز نہ نازل ہوئی تھی بلکہ ایک مدّت کے بعد نازل ہوئی ہے چنانچہ اتقان میں ہے سورۃ الجمعۃ الصحیح انہا مدنیۃ لما روی البخاری عن ابی ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال کنا جلوسًا عند النبی صلی اللہ علیہ وسلم فانزلت علیہ سورۃ الجمعۃ وآخرین منہم لما یلحقوا بہم قلت من ہم یا رسول اللہ الحدیث ومعلوم ان اسلام ابی ہریرۃ بعد الہجرت بمدۃ وقولہ قل یا ایہا الذین ہادوا خطاب للیہود وکانوا بالمدینۃ وآخر السورۃ نزل فی انفضاضہم حال

الخطبة لما قدمت العير كما في الاحاديث الصحيحة فثبت انها مدنية كلها انتهى عبارة الاتقان پس ان روایات سے ثابت ہوچکا ہے کہ نزول آیۃ جمعہ کا بعد فرضیت جمعہ کی ہے اس آیت کی نزول سے ابتداء فرضیت جمعہ امت پر نہیں ہوئی بلکہ نزول آیت کا بعد فرضیت جمعہ کی ہے بہت سے احکام اس قبیل سے ہیں کہ اول حکم نازل ہوگیا اور آیت اس باب میں بعد نازل ہوئی۔ یہ آیت بھی اسی قسم میں داخل ہے سیوطی اتقان میں کہتے ہیں النوع الثاني عشر ما تاخر حكمه عن نزوله وما تاخر نزوله عن حكمه الى ان قال ومن امثلته ايضاً آية الجمعة فانها مدنية والجمعة فرضت بمكة الى آخر ما قال پس جو علماء فرماتے ہیں کہ فرضیت جمعہ بعد ہجرت مدینہ طیبہ میں ہوئی اس آیۃ سے۔ سو اگر انکی یہ مراد ہے کہ وہ آیت جس سے فرض ہونا جمعہ کا ہمکو معلوم ہوتا ہے مدینہ میں نازل ہوئی تو یہ قول انکا درست و بجا ہے اور اگر یہ معنی ہیں کہ جمعہ مدینہ طیبہ میں بعد ہجرت اس آیت سے ہی فرض ہوا تو اہل بصیرت پر واضح ہے کہ یہ رائے خلاف واقع ہے چنانچہ اوپر کی احادیث سے ظاہر ہوگیا اور یہ جو روایت ابو داؤد وغیرہ کی ہے کہ جمع اهل المدينة قبل ان يقدمها رسول الله صلى الله عليه وسلم وقبل ان تنزل الجمعة فقالت الانصار ان لليهود يوما يجتمعون فيه كل سبعة ايام وللنصارى لك فهلم فلنجعل يوما نجتمع فيه فنذكر الله تعالى ونصلي ونشكره فجعلوه يوم العروبة واجتمعوا على اسعد بن زرارة فصلى بهم يومئذ وانزل الله تعالى بعد ذلك اذا نودي للصلوة من يوم الجمعة الآية انتهى۔ سو یہ روایۃ معارض اس پہلی روایت کے کہ جسمیں امر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا باقامت جمعہ ثابت ہوتا ہے ہرگز نہیں ہے کیونکہ اجتماع انصار کا از رائے خود قبل امر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہوا تھا اور وہ صلوۃ نفلاً تھی اسکے سبب سے انھوں نے فرض ظہر ترک نکیا تھا کیونکہ یہ کیسے ہوسکتا تھا کہ اپنی رائے سے ایک امر ایجاد کرکے فریضہ حق سبحانہ تعالی کو چھوڑ بیٹھتے اور بعد امر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فریضہ جمعہ دو رکعت پڑھی گئی اور اسکو مسقط ظہر ٹھیرایا گیا۔ پس ان دونوں واقعوں میں کچھ مخالفت اور تعارض نہیں ہے۔ الحاصل محقق ہوگیا کہ فرضیت جمعہ مکہ معظمہ میں ہوچکی تھی اور مکہ میں اقامت جمعہ سے تعذر رہا اور مدینہ طیبہ میں کہ مصر تھی اور مسلمانوں کو تمکن اقامت جمعہ کا تھا جمعہ بامر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جاری رہا اور جو مواضع محل اقامۃ جمعہ نہ مثل عوالی قبا وغیرہ وہاں جمعہ جاری نہیں ہوا حالانکہ وہاں بہت بہت مسلمان مقیم تھے اور نہ کبھی بعد میں وہاں جمعہ پڑھا گیا چنانچہ ابو داؤد میں روایۃ ہے عن ابن عباس ان اول جمعة جمعت في الاسلام بعد جمعة جمعت في مسجد رسول الله صلى الله عليه وسلم بالمدينة لجمعة جمعت بجواثا قرية من قرى البحرين قال عثمان قرية من قرى عبد القيس انتهى پس اگر ہر قریہ میں اگرچہ صغیرہ ہو جمعہ فرض تھا تو کیا وجہ تھی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان لوگوں کو

امر نہ فرمایا جیسا کہ اہل مدینہ کو امر فرمایا تھا حالانکہ تبلیغ احکام آپکی ذات پاک پر ہر بشر کی طرف فرض تھے اور بعد اُسکے جب آپنے ہجرت فرمائی تو اول نزول آپ کا قبا میں ہوا اور وہاں چودہ روز آپ نے اقامت فرمائی اگرچہ عدد ایام اقامت میں اختلاف ہی۔ مگر کتاب بخاری اصح الکتب میں جو چودہ روز مذکور ہیں وہ سب سے راجح ہے اور ان ایام اقامت قبا میں آپ کو دو جمعہ پیش آئے کیونکہ آپ پیر کے روز قبا میں فروکش ہوئے اور پیر کے ہی روز پندرھویں دن مدینہ کو تشریف لیگئے۔ مگر آپ نے قبا میں اقامت جمعہ نہ فرمائی اور نہ اہلِ قبا کو حکم فرمایا کہ تم پر نماز جمعہ فرض ہے تم اقامت جمعہ کرو اور نہ اسپر سرزنش فرمائی کہ مدینہ میں جمعہ ہوتا ہے تمنے ابتک جمعہ کیوں نہیں پڑھا تو اہلِ قریہ پر اگر جمعہ فرض تھا تو اس ترک نماز جمعہ کی اہل قبا سے اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا وجہ تھی جو صاحب مدعی وجوب جمعہ پر اہل قریٰ ہیں اُن پر اس کا جواب واجب ہے بخاری میں ہے حدثنا انس ابن مالک قال لما قدم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم المدینۃ نزل فی علو المدینۃ فی حی یقال لہم بنو عمرو بن عوف قال فاقام اربع عشرۃ لیلۃ الحدیث اور جن علماء کو اس روایۃ جمعہ جواثا سے شبہ وجوب جمعہ بر اہل قری ہوا ہی وہ کئی وجہ سے درست نہیں ہی اول تو یہ کہ جواثے گاؤں نہ تھا بلکہ شہر تھا اور جب اسمیں احتمال ان معنی کا ہوا تو استدلال درست نہ رہا کہ اذجاء الاحتمال بطل الاستدلال فی العینی شرح البخاری وحکی ابن التین عن الشیخ ابی الحسن انہا مدینۃ وفی الصحاح للجوہری والبلدان للزمخشری جواثی حصن بالبحرین وقال ابو عبید البکری ہی مدینۃ بالبحرین لعبد القیس قال امرء القیس ؏ ورحنا کانا من جواثی عشیۃ۔ نعالی النعاج بین عدل ومحقب۔ یرید کانا من تجار جواثی۔ لکثرۃ ما معہم من الصید اراد کثرۃ امتعۃ تجار جواثی قلت کثرۃ الامتعۃ تدل غالباً علی کثرۃ التجار وکثرۃ التجار تدل علی ان جواثی مدینۃ قطعاً لان القریۃ لایکون فیہا تجار کثیرون غالباً انتہی۔ اور بانکہ بعض اوقات اطلاق قریہ کا باعتبار اُسکے معنی لغوی اجتماع کے مدینہ پر بھی ہو جاتا ہے قال اللہ تعالیٰ اذ قالوا لولا انزل ہذا القرآن علی رجل من القریتین عظیم یعنی مکہ وطائف اور اگر تسلیم ہی کر لیا جائے کہ جواثی قریہ تھا تو یہ کیسے معلوم ہوا کہ اہل جواثی نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اجازت اذن سے وہاں جمعہ ادا کیا تھا اور آپکو اسکی اطلاع ہو کر اپنے اُسکی تقریر بھی فرمائی آج تک یہ کسی سے ثابت نہیں ہوا ہے کہ یہ فعل اُن کا باذن واجازت آپ کے تھا اگر کسی کو دعویٰ ہو تو اب صراحتاً اجازت آپکی کسی حدیث صحیح سے ثابت کرے اور یہ خیال کہ صحابہ جو کچھ کرتے تھے آپکی اجازت سے کرتے تھے چنانچہ بعض علماء مثل علامہ شوکانی وغیرہ نے عذر کیا ہے

درست نہیں ہو کیونکہ بہت افعال صحابہ کرام سے بلااذن صریح واجازت آپ کے ہوا کرتے تھے چنانچہ خود اسی امر جمعہ میں اسعد بن زرارہ نے قبل امر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جمعہ قایم کیا تھا جیسا کہ حدیث ابوداؤد سے اوپر ثابت ہوا اور چونکہ جواز اقامت جمعہ کا جواثی میں درصورت قریہ صغیرہ ہوتے جواثی کیموافق تھا یا اذن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر یا بعد خبر ہونے کے تقریر اور سکوت پر اور یہ دونوں ہرگز ثابت نہیں

تو علامہ ابن حجر نے اسکے جواز کیلئے یہ تجویز فرمائی کہ جس کو مجیب صاحب نقل فرماتے ہیں۔ بقولہ عن ابن عباس

رضی اللہ عنہ اول جمعۃ جمعت فی الاسلام بعد جمعۃ جمعت فی مسجد رسول اللہ صلعم مسجد عبد القیس بجواثی

من البحرین (بخاری وابوداؤد) وقال جواثی قریۃ من قری البحرین الیٰ آخر ما ذکر فی جواب المجیب) اور حاصل اسکا یہ ہے کہ اگر یہاں اذن بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نہو یا کسی نے خبر اس اقامت کی آپکو نہ دی ہوتا کہ آپکی تقریر اور سکوت موجب جواز ٹھیرائی جائے۔ مگر چونکہ آپ کی حیات میں اہل جواثی نے یہ اقامت جمعہ کی کی تھی تو اگر یہ اقامت ناجائز ہوئی تو بالضرور بذریعہ وحی کے آپکو اطلاع دی جاتی اور آپ اسکو منع فرماتے پس جبکہ آپکو اسکی ممانعت کا حکم نہ آیا تو یہ اقامت درست اور جائز ہو گئی اور اسکی نظیر میں واقعہ عزل کو پیش فرماتے ہیں اب بندہ عرض کرتا ہے کہ جو امر صحابہ رض نے اپنی رائے سے بدون علم واطلاع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عملدرآمد فرمایا اور اسکی ممانعت میں نزول وحی نہوا تو اس امر کے جواز کی دو شرطیں ہیں ایک یہ کہ اسمیں کوئی نص ممانعت کی موجود نہو دوسرے یہ کہ اسپر عامہ صحابہ رض اسپر تعامل فرماویں نہ چند نفر اصحاب رض اگر کوئی نص ممانعت کی موجود ہو تو ہرگز صحابہ کا تعامل معتبر نہوگا بمقابلہ نص صریح کی اور نہ یہاں ضرورت نزول وحی کی ہوگی کہ وہ نص ممانعت خود بمنزلہ وحی موجود ہے چنانچہ سب پر واضح ہے اور اگر بدون اطلاع نص کے اکثر صحابہ رض نے بھی کوئی عمل کیا اور اسپر انکار کیا گیا تو وہ بھی قابل اعتماد کے نہوگا اور ضرورت نزول وحی کی نہوگی۔ کیونکہ قول اور فعل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مثل وحی کے ہی بلکہ ایسے مواقع میں اسکے مقابل دوسری نص کی حاجت ہوتی ہی جو مؤید رائے صحابہ رض کے ہو چنانچہ باب متعہ میں بعد اوطاس کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے متعہ کو ابدالآباد تک حرام من کل الوجوہ فرمادیا تھا اور بعد اسکے بسبب بیخبری اس تحریم کے بعض صحابہ رض نے اسکو جائز جانا اور اکثر نے اسپر عمل بھی کیا اسمیں نزول وحی کا نہیں ہوا پھر بھی کوئی اسکو جائز نہیں کہہ سکتا اور اسکے اور نظائر بھی موجود ہیں اور باب عزل میں خود جواز کی نص موجود ہے کہ خود جابر رضی اللہ عنہ نقل فرماتے ہیں۔ قال قلنا یارسول اللہ

کنا نعزل فزعمت للیہود انہ المؤدۃ الصغریٰ قال کذبت الیہود ان اللہ اذا اراد ان یخلق شیئا لم یمنعہ پس جبکہ

جابرؓ کو جواز اسکا معلوم ہو چکا تھا اور اکثر صحابہ اُسپر تعامل رکھتے تھے اور کوئی نص اُسکی حرمت کی نہ تھی اسپر بھی جب بعض نے اس فعل کا انکار کیا تو حضرت جابرؓ فرماتے ہیں کہ یہ فعل باجازت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہوا ہے اور کوئی وحی اُسکے ترک کی نہیں آئی تو کس وجہ سے یہ فعل ناجائز ہو سکتا ہے ہاں اگر یہ فعل خلاف اولیٰ ہو تو یہ دوسرا امر ہے بخلاف مسئلہ اقامت جمعہ کے کہ اسمیں کوئی دلیل جواز جمعہ کی موجود نہیں ہے بلکہ نص صریح فعل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و تعامل صحابہؓ اہل عوالی وغیرہ سے اسکی ممانعت بدیہی و صریح ہے اور اہل جواثی زعم علامہ رحمۃ اللہ علیہ وہ قریہ صغیرہ تھا چند نفر صحابہ بھی کہ چند روز صحبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مشرف ہوئے تھے۔ اور بیشتر قریے صغیرہ میں یہی چالیس پچاس آدمی رہتے ہیں پھر یہاں نزول وحی کے باوجود ایسی نص مخالف موجود ہونیکے کیا ضرورت تھی پس اس کو باب عزل پر قیاس کرنا ایسے علامہ محقق سے بعید ہے معہذا اگر کوئی اس رائے کو باوجود عدم صحت قبول بھی کرے تو اس سے جواز اقامت فی القریٰ نکلتا ہے نہ فرضیت پھر یہ روایت مجیب صاحب کو کیا مفید ہوگی کہ وہ دو آدمی کے قریہ پر بھی جمعہ فرض فرماتے ہیں معلوم نقل اس عبارت سے مجیب صاحب کو کیا تائید ملی اور حنفیہ فرماتے ہیں کہ جواثی مدینہ تھا چنانچہ محققین لغت حدیث نے تصریح فرمائی ہے کما ذکرنا اور عادت ہے کہ مدینہ پر قریہ کا لفظ بولا جاتا ہے اور قریہ کو مدینہ کوئی نہیں کہتا لہٰذا اگر کسی نے جواثی کو قریہ کہا تو وہ حجت اسپر نہیں ہے کہ جواثی قریہ تھا بلکہ وہ مدینہ ہی تھا پس دریں صورت اقامہ جمعہ اہل جواثی کی نص صریح و باجازت رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم ہے کہ اس میں کچھ اشکال نہیں نہیں بعد اسکے مجیب صاحب نے فتح الباری سے آثار حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ و حضرت عثمان وغیرہ رضی اللہ عنہم اجمعین نقل فرماتے ہیں اور یہ اُن کو مفید نہیں کیونکہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نامہ میں جو لفظ حیثما کنتم واقع ہے اُس سے یہ صاحب عموم امکنہ ثابت کرتے ہیں کہ مدن اور قریٰ کو شامل ہے سوا دلاہم کہتے ہیں کہ اگر حسب الحکم مجیب صاحب عموم امکنہ ہی مراد ہو تو یہ عموم صحاری اور بحار کو بھی مشتمل ہے اور صحاری میں کسی کے نزدیک بھی جمعہ ادا نہیں ہوتا جسطرح صحاری و بحار کو وہ تخصیص کریں گے اسی طرح سے ہم قریٰ صغیرہ کو تخصیص کرینگے اعنی بالنص المرفوع ثانیاً اگر مراد حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی تعمیم ہے تو کیونکر مظنون ہو سکتا ہے کہ حضرت عمرؓ دس سال تک حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فعل کو مشاہدہ فرماویں پھر آپ کے تعامل کے خلاف پر جرأت فرماویں حاشا و کلا یہ ہرگز حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے نہیں ہو سکتا ثالثاً بالفرض محال اگر مراد اُنکی عموم ہی ہے تو خلاف نص قطعی فعل رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم نے کس طرح معتبر ہوگی لہذا مراد حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عموم مدن ہے نہ اشتمال قری ہی
علی ہذا اثر حضرت عثمانؓ وغیرہ کا یہی جواب ہے اور اسیوجہ سے کہ صاحب فتح نے یہاں اشتمال قری خیال فرمایا ہو وہ
اُن آثار کو خلاف اثر حضرت علی رضی اللہ عنہ کہ اُنکے نزدیک موقوف ہے اور بسبب توقیت ان ہرسہ آثار کے اُنکو
ثبت مدعا نہ جانکر فرماتے ہیں کہ رجوع طرف مرفوع کی واجب ہے پس حنفیہ عامل اسپر ہوئے کہ نص مرفوع یعنی فعل
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پیش نظر کیا اور اقوال اور افعال صحابہ کو ہرگز وہ مختلف نہیں جانتے اور نہ وہ فی الواقع
مختلف ہیں بلکہ سب کے نزدیک وہ ہی معتبر ہے کہ جس پر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہمیشہ دیکھتے رہتے تھے حضرت
عمرؓ اور حضرت عثمانؓ اور حضرت ابن عمرؓ وہی حکم دیتے تھے کہ جو حضرت علی کرم اللہ وجہہ اور حضرت حذیفہ وغیرہما رضی اللہ
عنہم فرماتے تھے پس کوئی ادنی صحابی بھی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف نہیں کر سکتا چہ جائیکہ اکابر صحابہؓ
پس جملہ اصحاب کرامؓ کے کلام کو باتفاق موافق فعل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حمل کرنا چاہئے اور اگر خلاف
متبادر ہو تو تاویل کرنا واجب ہے اور اگر تاویل بھی نہ ہوسکے تو ترک کر دینا چاہئے اور مذہب اپنا موافق فعل رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کے کرنا چاہئے اور اوپر ہم لکھ چکے ہیں جتنی احادیث موقوفہ یا مرفوعہ بلفظ عموم آئی ہیں وہ سب
مخصوص ہیں اُنمیں عموم مدن ہے نہ قری اور جہاں قریہ کا لفظ وارد ہوا ہے وہاں مراد مدینہ ہے حسب لغت قرآن
نہ قریہ صغیرہ ورنہ دس سال فعل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سخت مخالفت ہوگی چنانچہ اوپر ذکر ہو چکا الحاصل
نہ اقوال صحابہ میں اختلاف ہے اور نہ رجوع الی المرفوع سے جواز اقامۃ جمعہ قری ثابت ہے پس مذہب حنفیہ پر کسیطرح
کا اشکال نہیں ہے البتہ نظر غائر درکار ہے اور بس اور پھر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم باب جمعہ میں کسقدر
تاکید فرماتے تھے اور ترک جمعہ پر تغلیظ فرماتے تھے اور اُسکو تمام اہل عوالی سنتے تھے۔ معہذا کسی نے
اپنے قریہ میں جمعہ قائم نکیا اور نہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دس سال حیوۃ خود میں اُن کو
اقامت جمعہ کا حکم فرمایا اور نہ ترک جمعہ پر تغلیظ فرمائی جس سے صاف ظاہر ہے کہ تمام صحابہؓ اہل عوالی
وغیرہ یہ سمجھتے تھے کہ یہ تاکید اور تغلیظ انہیں لوگوں پر ہے جنپر جمعہ فرض ہے۔ اہل قری اہل صحاری اس سے
خارج اور مستثنے ہیں علی ہذا آیہ کے عموم اور عموم الفاظ جملہ احادیث واردہ فی الجمعہ سے بھی یہ لوگ خارج ہیں لہذا
کسی قریہ میں کبھی کسی نے جمعہ قائم نہ کیا اور اگر کسی شخص کو اسکا دعوی ہو کہ وہاں جمعہ ہوتا تھا تو اُسکو ثابت کیجئے
ورنہ معاذ اللہ یہ لازم آئیگا کہ تمام اہل عوالی بترک جمعہ فرض قطعی فاسق ہوں استغفر اللہ استغفر اللہ اور احادیث
سے صریح ثابت ہے کہ عوالی سے لوگ مدینہ طیبہ میں نوبت بنوبت آتے تھے کہ ایک جمعہ کو چند آدمی آئے باقی

اپنے گھر پر رہے اور دوسرے جمعہ کو دوسری جماعت جو پہلے جمعہ کو نہ آئی تھی جمعہ کیواسطے مدینہ آتے اور وہ جماعت کہ پہلے جمعہ کو مدینہ آئی تھی اپنے گھر پر رہتے اور جو لوگ اپنے گھر پر رہتے وہ ظہر پڑھتے تھے وہاں کبھی اُنھوں نے جمعہ ادا نہیں کیا اور یہ امر بعلم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بلکہ بامر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھا اگر اہل قریٰ پر جمعہ فرض تھا تو معاذاللہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اقامت جمعہ کا حکم اُن لوگوں کو نہ فرمانے میں کیا مخالف حکم بَلِّغْ مَا اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ کرتے ہرگز نہیں بلکہ اہل قریٰ پر جمعہ فرض ہی نہ تھا اور نوبت بنوبت اُن کا آنا واسطے تحصیل برکات زیارت کے تھا اور بغرض تعلم مسائل دینیہ کہ ہر ہر جماعۃ اپنی اپنی نوبت میں شرف زیارت سے مشرف ہوجاوی اور مسائل دینیہ سیکھ کر پس ماندگان کو تعلیم کرے

بخاری میں ہے عن عروۃ ابن الزبیر عن عائشۃ زوج النبی صلی اللہ علیہ وسلم قالت کان الناس ینتابون الجمعۃ

من منازلھم والعوالی الحدیث قال العلامۃ ابن حجر فی شرح قال القرطبی فیہ رد علی الکوفیین حیث لم یوجبوا الجمعۃ

علی من کان خارج المصر کذا قال وفیہ نظر لانہ لو کان واجبًا علی اہل العوالی ما تناوبوا ولکانوا یحضرون جمیعًا انتہی

سبحان اللہ ابن حجر مرحوم نے کیا انصاف اور دیانت کو کام فرمایا کہ باوجود تصلب اپنے مذہب شافعی کے حق کو ظاہر کر گئے کہ اہل قریٰ پر فرضیت جمعہ کی ہرگز اس حدیث سے نہیں ثابت ہوتی جیسا کہ قرطبی کو غلطی ہوئی بلکہ وہ مان گئے کہ اس حدیث سے اہل قریٰ پر جمعہ فرض نہونا ثابت ہوتا ہے۔ مگر ہاں اتنی کمی رہی کہ ابن حجر بنظر انصاف یہ فرماتے کہ اس حدیث سے قریہ میں جمعہ کا ادا نہونا بھی ثابت ہے ورنہ باقی ماندگان عوالی اپنے قریٰ میں جمعہ ادا کیا کرتے اس واسطے کہ جمعہ کے فضائل اور کثرت ثواب جو اُن کو دلوں میں چاہوا تھا تو تمام عمر اُس سے محرومی کیونکر گوارا کرتے بلکہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بنظر اُنکی کثرت حرص حسنات و مسابقت الی الخیرات ایک جمعہ کا ترک بھی گوارا نہ فرماتے اور خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جو ارحم الناس اپنے صحابہ پر تھے۔ اور نوافل و سنن و فضائل و مستحبات کے لئے اُن کو امر ندب فرماتے رہتے تھے اسکا بھی ضرور امر فرماتے حالانکہ کہیں اسکا پتہ نہیں ہے اس سے خود ہویدا ہی کہ قریہ محل اقامت جمعہ بھی نہیں ہے چہ جائیکہ اُن پر فرض ہوتا ہے۔ پس ان دلائل واضحہ سے ہر اہل انصاف پر مثل آفتاب روشن ہوگیا کہ نہ قریٰ صغیرہ میں جمعہ ادا ہوتا ہے۔ اور نہ اُن لوگوں پر اقامت جمعہ واجب ہے اور نہ اُن کو ادائے جمعہ کیلئے شہر میں جانا فرض ہے۔ پس مجیب اور اُن کے معاونین کا یہ لکھنا (کہ وجوب جمعہ کیلئے خاص کسی بستی کی ضرورت نہیں ہے۔ بلکہ ہر چھوٹے گانوں میں جمعہ ہوسکتا ہے) احادیث صحیحہ کے صریح خلاف ہے اور محض دعویٰ بلا دلیل ہے اور مجیب

صاحب جو عموم آیت سے یہ نکالتے ہیں کہ اہمیں کوئی قید نہیں ہے تو اول تو وہ خود حدیث طارق بن شہاب مروی ابوداؤد سے تخصیص آیت کی کرتے ہیں کہ مریض اور مملوک اور مراۃ اور صبی کو خارج کرتے ہیں جس سے عموم آیۃ بحال خود نرہا دوسرے مسافر اس آیۃ سے خارج ہے۔ اور اہل صحرا بھی اسی واسطے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع میں عرفات پر نماز جمعہ نہیں پڑھی کیونکہ آپ مسافر تھے اور نیز اس وجہ سے کہ عرفات صحرا ہے نہ بستی۔ ایک روایت رجاء ابن المرجا نے تمیم داری سے نقل کی ہے جس میں پانچ شخصوں کو استثنا کیا ہے۔ جاریہ اور ایک مسافر اور ایسے ہی صحرا میں جمعہ درست ہونا اور صحرا والوں پر فرض نہونا علمار مجتہدین کا متفق علیہ ہے۔ تیسرے یہ سال القامثل آفتاب کے روشن ہو گیا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں کسی قریہ عوالی یا غیر عوالی میں اقامت جمعہ نہیں ہوئی لہذا اہل قریہ اس آیۃ سے مستثنےٰ ہیں پس استدلال مجیب کا عموم آیۃ سے فرضیت جمعہ اہل قریٰ پر درست نہیں ہے۔ اور اصل یہ ہے کہ فرضیت جمعہ پہلے محقق ہو چکی تھی اب جس پر اور جگہ جمعہ فرض تھا اور جہاں ادا ہوتا تھا وہ سب پہلے معلوم اور مقرر ہو چکی تھی اور قبل نزول آیہ سب قواعد ممہد ہو لئے تھے پس اس آیۃ کے اندر جو مومن مخاطب ہیں یہ وہی مومنین ہیں کہ جنپر فرضیت جمعہ مقرر ہو چکی تھی۔ پس اسکے عموم سے کسی کی استثنا کی حاجت نہیں ہے۔ کیونکہ وہ سرے سے ہی داخل ہی نہیں تھے علیٰ ہذا القیاس جو احادیث کہ اُنمیں عام لفظوں سے وجوب جمعہ بیان کیا گیا ہے۔ اُن سب سے وہ لوگ مذکورہ بالا سب کے سب مستثنےٰ ہیں جیسا کہ آیۃ شریف اِنَّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا سَوَاءٌ عَلَیْھِمْ ءَاَنْذَرْتَھُمْ اَمْ لَمْ تُنْذِرْھُمْ لَا یُؤْمِنُوْنَ میں اگرچہ لفظ موصول عام ہے مگر مراد اس سے وہی معدودے چند کافر ہیں کہ جو سابقہ روز ازل میں کافر مقدر ہو چکے تھے۔ جیسے ابوجہل ابولہب غیر ہمانہ کل کفار کیونکہ بعد نزول اس آیۃ کے لاکھوں کافر مسلمان ہوئے اگر اس آیت سے عموم جنسی مراد ہوتا تو کسی طرح درست نہیں ہو سکتا۔ علیٰ ہذا جملہ احادیث واردہ باب جمعہ و آیت جمعہ میں لفظ موصول میں اہل قریٰ وغیرہ داخل ہی نہیں ہیں کہ تخصیص کی ضرورت پڑے مگر چونکہ مجیب صاحب نے غور اور فکر کو کام نہیں فرمایا۔ جو چاہا لکھ دیا۔ اور اوپر اشارہ ہو چکا ہے کہ آپ کے قبا کے قیام میں اختلاف ہے کہ کتنے روز ہوا۔ مگر جب ہمنے بخاری اصح الکتب پر اعتماد کیا تو اُن روایات کی مخالفت کچھ مضر نہیں ہے ہر چند کہ وہ روایات صحیح ہوں مگر صحت روایات منافی اُسکے خلاف واقعہ ہونیکے نہیں ہوتی مثلاً صحیح بخاری میں عمر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں تین روائتیں ہیں ساٹھ برس

ترسیٹھ برس پینسٹھ برس سو یہ ہر سہ روایت مروی بسند صحیح ہیں مگر موافق و مطابق واقعہ کے ان میں سے
ایک ہی روایت ترسیٹھ برس کی ہے۔ اور دو روایتیں خلاف واقعہ کے ہیں سو اُن دو روایت کو یا غلط
کہا جاویگا یا کوئی معنی مجازی لیکر اُن کی تاویل کیجاویگی۔ بہر حال بمعنی ظاہری خود دو روایت صحیحہ
خلاف واقعہ کے ہیں۔ ایسے ہی باب قیام قبا میں چند روایتیں ہیں کہ خلاف صحیح بخاری کے ہیں
ازانجملہ ایک روایت میں یہ بھی مذکور ہے کہ آپ بروز جمعہ مدینہ میں تشریف لیگئے۔ اور آپنے بنی سالم میں
نماز جمعہ ادا کی۔ اس روایت سے بھی بعض علماء نے جواز جمعہ قریٰ تجویز کر لیا اگرچہ ہمکو بعد اعتماد روایت
بخاری اسپر وثوق کرنا ضروری نہیں ہے بلکہ یہ خلاف واقعہ بھی ہے کیونکہ جب آپ پیر کو قبا میں تشریف لائے
اور پندرھویں روز پیر کے دن مدینہ طیبہ میں داخل ہوئے پھر راہ میں بنی سالم میں جمعہ پڑھنے کے کیا معنی
ہوئے یہ روایت صحیح نہیں ہے۔ بلکہ غلطی راوی کی ہے۔ لیکن اگر کسی طرح نماز جمعہ بنی سالم میں بھی تسلیم کیجاوے
تو بنو سالم محلہ مدینہ طیبہ کا ہے اور فناء مدینہ میں واقع ہے کہ اب وہ آباد نہیں ہے اور اُسوقت آباد تھا اور مدینہ
طیبہ کا محلہ شمار کیا جاتا تھا۔ کیونکہ فناء مدینہ میں واقعہ تھا جیسا کہ حرۃ النبیت بھی فناء فناء مدینہ میں خارج
مدینہ واقع ہے۔ سو یہ حجت مجوزین جمعہ قریٰ کو مفید نہیں۔ اور حنفیہ کو مضر نہیں اور بمقابلہ ان روایات کے
جو اوپر مذکور ہوئیں کچھ معتبر بھی نہیں اور یہ سب تقریر بر تقدیر وجوب جمعہ بحالت قیام مکہ ہے اور یہی صحیح ہے
اور اگر بپاس خاطر بعض علماء یہ تسلیم کر لیا جائے کہ جمعہ مدینہ طیبہ میں فرض ہوا تب بھی اعتراض جوانب مدینہ
میں جمعہ نہونیکا اور اہل عوالی کے تناوب کا باقی ہے۔ اور حنفیہ کیلئے عدم وجوب جمعہ بر اہل قریٰ و عدم
صحت جمعہ قریٰ کیلئے دلیل کافی ہے چنانچہ ابن حجر نے اسکا اقرار کر لیا۔ پھر یہ مجیب صاحب نے اثر
حضرت علی رضؓ میں کلام کیا ہے جس سے اُن کی ناواقفیت اصول حدیث و فقہ سے معلوم ہو گئی۔ پس سنو
کہ جو حدیث موقوف کہ اُس میں قیاس کو دخل ہو قول صحابی کا ہوتا ہے اور ایسے ہی موقوف کو صاحب
فتح القدیر حسب قاعدہ اصول فقہ فرماتے ہیں کہ بمقابلہ حدیث مرفوع معتبر نہیں ہوتی اور جو حدیث موقوف کہ
قیاس کو اُسمیں دخل نہو یا وہ موید و بشدید مرفوع ہو وہ خود بحکم مرفوع ہوتی ہے اور یہ اثر علی رضؓ قسم ثانی سے
ہے۔ نہ اوّل سے کیونکہ شرطیت عبادات کی رائے اور قیاس سے ثابت نہیں ہو سکتے۔ بلکہ اُسکے لئے نص صریح
صحیح ہونا درکار ہے پس حضرت علی رضؓ کا صحت جمعہ کیواسطے مصر کا شرط فرمانا بدون نص شارع علیہ السلام نہیں
ہو سکتا اور کیسے ہو سکتا ہے کہ حسب زعم مجیب اور اُسکی شیوخ اور اتباع کی آیۃ یا ایہا الذین امنوا اذا نودی

للصلوٰۃ من یوم الجمعۃ الآیۃ عام ہوا اور دیگر احادیث بھی باب جمعہ میں عام ہوں اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ اُن کو جانتے ہوں اور پھر نصوص قطعیہ کو وہ اپنی رائی سے مخصوص بتاویں اور تخصیص نسخ ہوتا ہی قدر مخصوص میں معاذ اللہ علی کرم اللہ وجہہ سے یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ آیۃ قرآنی وحدیث رسول اللہ کو اپنی رائی سے نسخ کر دیں یہ تو کسی عامی کا بھی کام نہیں ہی تو بالضرور علی کرم اللہ وجہہ کے پاس وہ علم تھا کہ جس سے تخصیص ان نصوص کی ہوتی ہو اور اُس سے اُنھوں نے تخصیص فرمائی اور خود ظاہر ہے کہ علی کرم اللہ وجہہ بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تین روز بعد ہجرت فرما کر قبا میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آملے تھے اور باوجود فرضیت جمعہ کے مکہ میں پھر آپ کا قبا میں جمعہ نہ پڑھنا اُنھوں نے دیکھا اور یہ نص قطعی عدم فرضیت جمعہ اہل القریٰ کے اُن کو معلوم ہوے اور پھر مدینہ طیبہ میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں رہ کر دس سال تک دیکھتے رہے کہ کبھی کسی قریہ اور گاؤں میں نہ جمعہ ہوا اور نہ آپنے باوجود علم کے کسی اہل قریہ کو حکم اقامت جمعہ کا دیا اور نہ کسی کے عدم اقامت جمعہ پر اُسکو سرزنش فرمائی اور استحباباً ارشاد فرمایا پس یہ نص قطعی حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو معلوم تھے جس سے آپنے یہ شرط مصر ارشاد فرمائی پس یہ موقوف موقوف اور اثر علی رض نہیں ہے۔ بلکہ مرفوع ہے اعلی درجہ کا اور یہ بات اہل علم پر تو ظاہر ہے ہی مگر بعد اس تقریر کے میں خیال کرتا ہوں کہ کوئی نافہم بلید بھی اسکا انکار نکریگا۔ باقی رہا یہ کہ رفع اس اثر کا ضعیف ہے بحسب سند سو یہ ضعف منجبر ہو گیا۔ دوسری حدیث مرفوع سے اور جب دوسری احادیث صحاح سے یہ ضعیف منجبر ہو گیا تو اثر مذکور ضعیف نہیں رہا۔ بلکہ حسن ہو گیا پس ایسی حدیث حکماً مرفوع کو ضعیف کہنا جسکی تائید دوسری احادیث صحاح کر رہی ہیں خلاف قاعدہ مقررہ اہل اصول ہے اب اس اثر کو ضعیف کہنا اہل علم کی شان نہیں ہی اور ثبوت شرطیت مصر واسطے اقامت جمعہ کے صرف اسی اثر سے کافی ہی چہ جائیکہ اور بھی بہت سی احادیث صحاح اُسکے مؤید موجود ہوں ہذا ما ظہر لی الآن بتوفیق الملک المنان و للہ الحمد علی التمام وصلی اللہ علی سیدنا محمد سید الانام وعلیٰ آلہ وصحبہ الکرام وتابعیہ البررۃ العظام صلوٰۃ وسلاماً متوالیین الیٰ قیام القیام۔ کتبہ الاحقر الراجی رحمۃ ربہ الصمد عبدہ المدعو برشید احمد عفا اللہ تعالیٰ عنہ ما جناہ واوصلہ غایۃ ما یتمناہ +

رشید احمد

تالیفات حضرت حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکی نور اللہ مرقدہ

ضیاء القلوب ۳ر - غذاے روح ۳ر - گلزار معرفت ۲ر
تحفۃ العشاق ۱ر - جہاد اکبر ۱ر -
ارشاد مرشد ۱ر - درد نامہ غمناک -

تالیفات مولوی اشرف علی صاحب مدظلہم

سبق الغایات فی نسق الآیات ۸ر
تعلیم الدین قدیم ۶ر اکسیر در اثبات التقدیر ۸ر
مکتوبات امدادیہ ۰۲ر فروع الایمان ۰۲ر
صفائی معاملات ۱ر جزاء الاعمال ۱ر
مجموعہ خطب ماثورہ ۰۱ر علاج القحط والوباء
شجرہ معہ تاریخ ہائے وفات بزرگان سلسلہ
مقامہائے دفن ومع رسالہ تعلیم الطالب ۱ر
اصلاح ترجمہ نذیریہ ۱ر تحقیق تعلیم انگریزی
حفظ الایمان - ر حقوق الاسلام ۰ر
تجوید القرآن ۱ر حق السماع ۱ر طریقہ میلاد ۰ر

اصلاح الرسوم ایسی جامع کتاب اس سے پہلے دیکھنے
اور سننے میں نہیں آئی اس میں پیدائش
سے لیکر مرنے تک جسقدر رسوم اب
شائع ہو گئے ہیں ان سب کی تردید
مدلل بدلائل عقلیہ و شرعیہ ہے ۴ر
خاتمہ بالخیر ۱ر بسط البنان ۰ر

تالیفات حضرت مولانا رشید احمد صاحب محدث گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ

نشر الطیب فی سیر الحبیب ۴ر
امداد السلوک ترجمہ رسالہ مکیہ تصوف ۴ر
ہدایت الشیعہ بجواب اعتراضات شیعہ ۰۳ر
لطائف رشیدیہ در تحقیق معانی بعض
آیات قرآنی و ثبوت پروہ وجہ شرفائے
ہند بآیات و روایات و شرح حدیث
آخر الرجل دخل الجنۃ - ۰۱ر
زبدۃ المناسک در مسائل و احکام حج ۳ر
سبیل الرشاد در مسائل مختلفہ اہل حدیث و
مقلدین تقلید و قرأت فاتحہ و جہر آمین وغیرہ ۶ر
رائے نجیح در اثبات سنیت بست رکعت تراویح ۱ر
اوثق العرا در تحقیق جمعہ در قری صغیرہ ۰ر
فتویٰ میلاد در حکم میلاد مروجہ - ۱ر
رد الطغیان اوقات مروجہ معمولہ قراء کی سنیت
کا اثبات اور اسکے بدعت ہونے کی تردید ۰ر
البراہین القاطعہ - ۱۲ر
ہدایۃ المعتدی اگرچہ سینکڑوں بلکہ
ہزاروں تصنیف ہو چکی ہیں مگر سمجھدار منصف
جانتا ہی کہ ایسی ہمشکل تالیف اس بارہ میں ابتک
ایک بھی نہیں - دربارہ مسئلہ فاتحہ خلف الامام
قیمت - - ۰۲ر
جس نے مولانا کی تقریر سنی ہو وہ تو جانتا ہے

تالیفات شمس العلوم حضرت مولانا محمد قاسم صاحب رحمۃ اللہ علیہ

مگر جس نے نہیں سنی وہ بھی آپ کی تالیفات
سے دریافت کر سکتا ہے کہ آپکو حق تعالیٰ نے
کس درجہ کا فہم و علم عطا فرمایا تھا -
آبحیات در اثبات حیات نبی صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم - - عصر
ہدیۃ الشیعہ در رد روافض - عصر
اجوبہ اربعین کامل - - عصر
مباحثہ شاہجہانپور ۶ر
حجۃ الاسلام معہ تتمہ - ۳ر
قبلہ نما - ۵ر
گفتگوے مذہبی ۰۲ر
انتصار الاسلام ۰۲ر
(یہ رسالے حقانیت اسلام اور رد مذاہب غیر اسلام میں ہیں -)
مناظرہ عجیبہ تحذیر الناس کے شبہات
کا جواب - - - ۴ر
تصفیۃ العقائد سرسید احمد خاں کی ایک
تحریر کا جواب - - - ۰۲ر
تحذیر الناس ۰۲ر قصائد قاسمی ۲ر
اسرار قرآنی ۰۱ر لطائف قاسمی ۰۲ر
توثیق الکلام ۱ر دلیل محکم ۰۱ر
حق صریح ۰۱ر انتباہ المومنین ۱ر
جمال قاسمی - - ۱ر
تحفہ لحمیہ - - ۰ر

ملنے کا پتہ - مولوی اصغر حسین صاحب مدرسہ اسلامیہ دیوبند (ضلع سہارنپور)